بندوں کے حقوق

تالیف

علامہ سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سلی - ریاض
ف: ۰۱ ۲۳۱۲۲۹۸-۲۳۱۰۹۱۵ فیکس: ۰۱ ۲۳۱۱_۳۳

بندوں کے حقوق

تالیف:

علامہ سید بدیع الدین راشدی رحمۃ اللہ علیہ

طبع ونشر:

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی - ریاض

☏: ۰۱/۲۴۱۴۴۸۸-۲۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۰۱/۲۴۱۱۷۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۃ

بدیع الدین شاہ الراشدی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے وسیع معلومات رکھنے والے عظیم محدث تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں علوم حدیث وفنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ عمل کی خوبیوں سے بھی نوازا تھا۔ جیسا کہ وہ علم ودانش کے موتی قرطاس پر سلیقے کے ساتھ پرونے کی اعلی صلاحیت کے حامل تھے، لسانی موعظت میں بھی اپنے مافی الضمیر کے اظہار کی انہیں قدرت کاملہ حاصل تھی۔ پیشِ نظر رسالہ ان کی ایک تقریر میں بیان کردہ ارشادات ونکات مفیدہ کا مجموعہ ہے جو تحریک اہلِ حدیث کے ماہانہ اجلاس میں انہوں نے فرمائی تھی افراد واجتماع میں اختلاف کیوں ہوتا ہے؟ فضیلہ الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اس کی بنیادی وجہ ''حقوق کی پامالی ہے'' اس رسالہ میں حقوق العباد

کی مکمل تشریح ہے اور مقرر نے ادائیگی حقوق کی ترغیب میں دنیا و آخرت کی سعادتیں پانے کی نوید کو خصوصی اہمیت دی ہے اور یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے گرد پوری شریعت اسلامیہ گھومتی ہے، جس کے پالینے کی صورت میں فلاح وفوز اور کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی ہے استدلال میں آیاتِ کریمہ واحادیثِ مبارکہ کی ترتیب انتہائی موزوں، معقول اور دلکش ہے اور یہ کہنا بجا ہے کہ یہ رسالہ حقوق کے بارے میں مفید معلومات ہی مہیا نہیں کرتا بلکہ کثیر تعداد آیات کی تفسیر وتشریح بھی ہے مصلحین کی نظر ہمیشہ ان معاشرتی خرابیوں کی طرف رہی ہے جو سوسائٹی کو ''گھن کی طرح کھا جاتی ہے'' راشدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمیق نظر نے جن خرابیوں اور مفاسد کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی ہمارے معاشرہ اور اجتماعی زندگی کو تباہی کے کنارے لانے کا موجب بن رہی ہیں ضرورت ہے کہ انفرادی زندگی سے لے کر پورے مجتمع کو عقیدہ وعمل کی اس مضبوط عمارت میں محفوظ کیا

جائے جسے اسلامی قصر کہا جاتا ہے اور اس سبیل کو اپنایا جائے جس پر گامزن ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا حاصل کی اس رسالہ میں انداز تقریر کا ہے لفظ بہ لفظ نقل ہونے کی وجہ سے شاید سلیس عبارتوں میں کچھ دقت محسوس ہو، مگر معلومات کی وسعت کے پیشِ نظر یہ تنگی قابل برداشت ہونی چاہیے۔

واللہ ولي التوفيق

محمد رفیق الاثری

شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ

جلال پور پیروالا۔ ضلع ملتان ۲۵/ ۱۱/ ۱۴۱۹ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

أَمَّابَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ

هَـدْيُ مُـحَـمَّـدٍ ﷺ وَشَـرَّ الْأُمُـوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِـدْعَةٌ وَكُـلَّ بِـدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ. مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَـلَّ وَغَـوٰى، أَمَّـا بَـعْـدُ: فَـأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَـلَيْـكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْـوَانًـا وَكُـنْـتُـمْ عَـلٰـى شَـفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَـذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (آل عمران: ١٠٣)

آج میں جو موضوع بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہے ’’حقوق العباد‘‘ جس طرح اللہ تعالی کے بندوں پر اللہ کے حق ہیں اسی طرح بندوں کے بھی ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ چند مہینے قبل اسی ہال میں میرا خطاب ’’اتحاد و اتفاق‘‘ کے

عنوان سے ہوا تھا اور میں نے اتحاد واتفاق کی ضرورت وفضیلت اور اختلاف کی مذمت بھی بیان کی اور اتفاق کے ''فوائد'' واختلاف کے نتائج بد بھی بیان کئے اور ساتھ یہ بھی بتایا تھا کہ اتحاد واتفاق کا طریقہ کیا ہے؟

اختلاف کے اسباب

اختلاف کے اندر اس بات کا بڑا دخل ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق پامال کرتے ہیں۔اس میں لاپرواہی برتتے ہیں جس کی بناء پر کینہ،بغض وحسد عداوت اور غصہ ودشمنی کی وجہ سے نوبت قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے اس لئے اتحاد واتفاق میں اس بات کا بھی بہت دخل ہے کہ ہم ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کریں تاکہ ہمارا اتحاد، اختلاف ودشمنی میں تبدیل نہ ہوجائے۔اسی لئے حقوق العباد کو اسلام نے بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔

دفاتر کی اقسام

چنانچہ مسند احمد اور دیگر احادیث کی کتابوں میں یہ حدیث آئی ہے۔ اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلَاثَةٌ قیامت کے دن دفتر تین قسم کے ہونگے' یعنی حساب کے فیصلے کے تین قسم کے دفاتر ہوں گے۔ (دِیْوَانٌ لَا یُغْفَرُ وَدِیْوَانٌ لَا یُتْرَكُ وَدِیْوَانٌ لَا یُعْبَأُ بِهٖ) ایک دفتر وہ ہوگا جس میں اول سے آخر تک کوئی معافی اور بخشش ہی نہیں ہوگی وہ دیوان اور دفتر ہوگا شرک کا۔ یہ گناہ معاف نہیں ہوسکتا ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ أَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ﴾ شرک کی معافی نہیں ہوگی۔

(دِیْوَانٌ لَا یُتْرَكُ) دوسرا دفتر وہ ہوگا جو اللہ چھوڑے گا نہیں، وہ ہوگا حقوق العباد (فِیْمَا بَیْنَهُمْ) ایک دوسرے کے حقوق وہ اللہ نہیں چھوڑے گا، تم خود چھوڑ دو یہ اور بات ہے حقوق العباد کے متعلق ابن حبان کی حدیث میں یہ واقعہ آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے جولوگ حبشہ سے واپس آئے ان سے پوچھا: کہ وہاں تم کو جو عجیب بات نظر آئی ہو مجھے بتاؤ؟ عرض کیا: ایک بڑھیا تھی جس کے سر پر ڈبہ رکھا ہوا تھا جس میں آٹا اور کچھ چیزیں تھیں ایک اوباش لڑکے نے اس کو ایسا ہاتھ مارا کہ وہ ڈبہ گر گیا اور ساری چیزیں ڈبے میں سے نکل کر زمین پر گر گئیں وہ بیچاری بڑھیا بیٹھ کر اپنی چیزیں چننے لگی اور لڑکا یہ دیکھ کر ہنس رہا تھا تو وہ کہنے لگی۔کل جب رب العالمین کا دربار لگے گا تمہاری اور میری خبر اس وقت لگے گی، اب تو تم جو چاہو سو کرو میرا تمہار فیصلہ اس وقت ہوگا، نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔فرمایا: (كَيْفَ يُقَدِسُ اللّٰهُ قَوْمًا لَا يَأْخُذُوْنَ حَقَّ الْمَظْلُوْمِ لِلضَّعِيْفِ مِنَ الْقَوِيِّ) اس قوم کو اللہ تعالیٰ کیسے پاکیزہ بنائے گا جو قوم ظالم سے مظلوم کا حق نہیں لیتی معلوم یہ ہوا کہ حقوق العباد کے بدلے کیلئے وہ دن ہے۔ ظالموں کے لئے وہ خطرناک دن ہے تو مظلوم کیلئے امید کا دن بھی وہی ہے۔

اس لئے فرمایا(وَدِیْوَانٌ لَا یُتْرَكُ) ایک ایسا دفتر ہوگا جس کو چھوڑا نہیں جائیگا، ہر مظلوم اپنے ظلم کو لے کر آئے گا۔

حقیقی مفلس

صحیح مسلم کی حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم لوگ مفلس کس کو کہتے ہو؟ عرض کیا: (مَنْ لَا مَالَ لَهٗ) مفلس اس کو کہتے ہیں: جس کے پاس کوئی مال نہ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شعر ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفَقْرَ يُرْجٰى لَهُ الْغِنٰى

وَأَنَّ الْغِنٰى يُخْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْفَقْرِ

کہ مسکین وفقیر و مفلس ہمیشہ امید میں رہتا ہے کہ میں بھی کبھی مالا مال ہو جاؤں گا اور غنی ہمیشہ خطرہ میں رہتا ہے کہ میں کہیں مفلس نہ ہو جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، مال تو آنے جانے والی چیز ہے لہذا یہ کوئی بات نہیں بلکہ مفلس تو وہ شخص ہے جو

قیامت کے دن اس حال میں پہنچے گا کہ اس کی عبادات یعنی نمازیں، زکوٰۃ، روزے، صدقات وخیرات، حج وعمرے اور تلاوتوں کی نیکیاں ہوں گی لیکن (شَتَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا) (صحیح مسلم) کسی کو گالیاں دی ہوں گی، کسی کو بے گناہ مارا ہوگا، کسی کو لوٹا ہوگا، کسی پر تہمت و بہتان لگایا ہوگا، اور کسی کے ساتھ کوئی ظلم کیا ہوگا۔ ساری شکایتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گی۔ اللہ رب العالمین یوں فیصلہ فرمائیں گے کہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کی نیکیاں مدعی کے دعوے کے ساتھ وزن کرو جتنی نیکیاں اس دعوے کے ساتھ پوری ہوں وہ مدعی کو دو۔ چنانچہ اس کی نیکیاں تقسیم ہونے لگیں گی۔ اس کی نمازیں، روزے، زکوٰۃ، صدقات وخیرات، حج وعمرے کی نیکیاں تقسیم ہوں گی۔ آخر میں فرشتے عرض کریں گے کہ اس کی ساری نیکیاں تقسیم ہوگئیں اور شکایتیں ابھی باقی ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ اگر وہ دن ظالموں کیلئے دہشت ناک ہے تو مظلوموں کیلئے امید وسہارے کا دن ہے۔

فرشتے عرض کریں گے مولا! نیکیاں ساری ختم ہوگئیں، نمازیں بھی ختم ہوگئیں، روزے ختم ہوگئے، صدقات وخیرات، حج وعمرے، تلاوتیں سب ختم ہوگئیں، موازنہ کرکے دے دی گئیں، لیکن شکایتیں اور مطالبے اب بھی باقی ہیں۔ اب جو حکم ہو؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب مدعی کے گناہوں کا وزن کرو اس کے دعوے کے مطابق، اور جو گناہ اس کے دعوے کے مطابق ہوں وہ اس کے حصے میں لگا دو فرمایا: اب یہ فیصلہ ہونے لگے گا۔ مدعی کے گناہوں کا وزن ہونے لگے گا۔ جتنی شکایتیں ہوں گی اتنے گناہ اس کے حصے لگائے جائیں گے۔ پھر (فَطُرِحَ فِي النَّارِ) اس طرح وہ نمازیں، روزے حج وعمرے، صدقات وخیرات تلاوتیں کرنے والا، اتنی نیکیاں لانے والا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ یہ ہے وہ مفلس جس کے پاس کچھ نہیں رہا اس لئے فرمایا کہ مرنے سے پہلے حقوق ادا کردو فیصلے کا دن آنے سے پہلے ادا کردو۔ آپ نے اندازہ لگایا کہ اسلام میں حقوق العباد کو

کتنی اہمیت حاصل ہے۔

تیسرا دفتر: دِيْوَانٌ لَا يُعْبَأُ جس کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔یعنی جس کو چاہے معاف کردے جس کو چاہے معاف نہ کرے بہرحال ان مختصر الفاظ سے یہ بات آپ پر اچھی طرح روشن ہوگئی کہ حقوق العباد کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔

فسادات کے اسباب

اکثر فسادات کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم حقوق ادا نہیں کرتے۔اب اس اجمال کے بعد میں تفصیلی عرض کروں گا۔

اللہ ﷻ کا حق

سب سے پہلے تو حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو آپ اکثر سنتے رہتے ہیں(حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ

شَیْــئًـا) اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔شرک کرنا اللہ تعالیٰ کا حق پامال کرنا ہے۔اسی لئے فرمایا:

﴿ إِنَّ الشِّـرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا حق

اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد بندوں کے حق ہیں اور بندوں کے حقوق میں سب سے پہلا حق محمد ﷺ کا ہے اور ان کا حق کیا ہے؟ ان کی رسالت پر ایمان لانا تصدیق اور یقین رکھنا اور ان کی پیروی اور اطاعت کرنا،فرمایا:

﴿ وَمَـا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (سورة النساء:٦٤) ہم نے رسول ﷺ کو اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم کے

ساتھ اس کی اطاعت اور تابعداری کی جائے۔ یہ ہے پیغمبر ﷺ کا حق ہم پورا مہینہ میلاد کے نام پر دیگیں پکاتے رہیں یا اور کئی کام کرتے رہیں۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کا حق ادا نہیں ہوگا۔ جب تک ان کی پیروی نہ کریں، جب تک ان کی سنت کے ساتھ تمسک نہ کریں۔ جب تک ان کی اطاعت نہ کریں۔ یہ انکا حق ہے نام سن کر انگوٹھا چومنا یہ کوئی حق نہیں ہے یہ اللہ نے ہم پر حق نہیں رکھا اللہ تعالیٰ نے یہ حق رکھا ہے کہ ان کا حکم سن کر مان لو:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَوَلَّوْا۟ عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ قَالُوا۟ سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴾ (سورۃ الانفال ۲۱-۲۰)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور جو تمہیں حکم ملے اس کو سن لو۔ ان کی طرح نہ بنو جو کہتے ہیں کہ ہم سنتے ہیں لیکن حقیقت میں نہیں سنتے، کیونکہ اس کے مطابق عمل نہیں کرتے

اس کے مطابق چلتے نہیں اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے لہذا؛ ان کی طرح نہ بنو، مومنین کا یہی کام ہے کہ وہ سن کر اطاعت کرتے ہیں۔فرمایا:

﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ﴾(سورۃالنور:۵۱)

ہم نے سن لیا اور مان لیا، یہ ہے مسلمان کا جواب۔ یہ حق رسول اللہ ﷺ کا ہے:﴿ وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (سورۃالحشر:۷) جو چیز تم کو رسول اللہ ﷺ دیں وہ لےلو اور جس سے منع کر دیں اس سے رک جاؤ۔ نبی ﷺ کی حدیث ہے امام طبرانی و مسند شامیین کے اندر صحیح سند سے حدیث لائے ہیں۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اس کے روای ہیں فرماتے ہیں:

(اَلسَّامِعُ الْمُطِيْعُ لَا حُجَّةَ عَلَيْهِ وَالسَّامِعُ الْعَاصِيْ لَا

حُــجَّةَ لَــهٗ) فرمایا کہ ہمارا حکم سننے والوں کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ ہیں جو سن کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس حکم کے مطابق چلتے ہیں، دوسرے وہ ہیں جو سن کر نافرمانی کرتے ہیں اللہ کے سامنے قیامت میں انصاف کا فیصلہ ہوگا، عدل کا فیصلہ ہوگا کوئی ظلم نہیں ہوگا فرمایا کہ: دلیل اور ثبوت کے بغیر نہ کوئی پکڑا جائے گا نہ کوئی نجات پاسکتا ہے نجات پائے گا تو ثبوت کے ساتھ اور اگر کوئی پکڑا جائے گا تو وہ بھی دلیل اور ثبوت کے ساتھ حجت کے ساتھ، فرمایا: جو ہماری بات سن کر تابعداری کرتا ہے اس پر کوئی حجت قائم نہیں ہوگی کوئی مقدمہ اس پر قائم نہیں ہوسکتا اور جو سن کر نافرمانی کرتا ہے اس کے بچاؤ کے لئے کوئی حجت نہیں کوئی دلیل نہیں ہوگی تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کے حق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا حق ہے اور وہ حقِ تابعداری ہے اطاعت ہے یہ مسئلہ آپ اکثر سنتے رہتے ہیں میں اس کو طول نہیں دینا چاہتا اس کے بعد سب سے پہلے جو حق ہے وہ

ماں باپ کا ہے لیکن اس کی تفصیل سے پہلے آپ ایک اجمالی چیز سن لیں۔

دین خیرخواہی کا نام ہے

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے (إِنَّمَا الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ) کہ دین صرف خیرخواہی کرنا ہے، بھلائی کرنے کا نام دین ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کس کے لئے ہے؟ تو فرمایا: (لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) اور ایک روایت میں ہے: (وَلِكِتَابِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ) (صحیح مسلم) فرمایا: اللہ کے ساتھ خیرخواہی کرنا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ خیرخواہی کرنا، اور اللہ کی کتاب کے ساتھ خیرخواہی کرنا، جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امراء ہیں ان کی خیرخواہی کرنا، اس کے دین کی خدمت کرنا، اس کی

کتاب کو پڑھنا پڑھانا عمل کرنا اور دنیا تک پہنچانا، نبی ﷺ کی خیر خواہی یہ ہے: ان کی سنت کی حمایت کرنا، ان کے طریقے کے نفاذ کی کوشش کرنا اور بدعت کی بجائے سنت کی طرف توجہ دینا، اور امراء کی خیر خواہی یہ ہے کہ: ان کو حق بتایا جائے، بغاوت نہ کی جائے، عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ: ان کے حقوق کا خیال کیا جائے، کسی کا حق غصب نہ ہونے پائے اور نہ ہونے دے۔ مسلمان کی ہر حالت میں مدد کرے جیسا کہ فرمایا: (اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا) (مشکوۃ:۴۲۲) تمہارا فرض ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مظلوم کی مدد کرنا تو ٹھیک ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس کو ظلم سے باز رکھنا، اس کو سمجھانا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائے تو یہ عامۃ الناس کی خیر خواہی کے اصول کے تحت آتے ہیں۔

والدین کے حقوق

رسول اللہ ﷺ کے حقوق کے بعد ماں باپ کا حق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے ماں باپ کے حقوق کو اسلام نے بہت بڑی حیثیت دی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کا ذکر کیا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی اطاعت کا بھی ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ﴾ (سورۃ بنی إسرائیل:۲۳) سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی داتا اور دستگیر نہیں اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکیاں کرتے رہو، توحید کے بعد ماں باپ کی اطاعت اور نیکیاں کرنے کا حکم ملا ہے اور جہاں حرام کاموں کا ذکر کیا وہاں سب سے پہلے جس چیز کا ذکر کیا وہ شرک ہے اور دوسرے نمبر پر ماں باپ کی نافرمانی کو شمار کیا، جیسے سورۂ انعام کے

انیسویں رکوع میں فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (سورۃ الأنعام:۱۵۱) تم ان کو کہو کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو اللہ نے تم پر حرام کیا ان میں سب سے بڑا احرام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤ، دوسرے نمبر پر حرام یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ برائی کرو۔ ان کیساتھ برا سلوک نہ کرو بے ادبی نہ کرو ان کی نافرمانی نہ کرو اگر نافرمانی کرو گے تو یہ بھی حرام کا کام ہے۔شرک کے بعد دوسرا نمبر اس کو دیا ہے اور قوموں سے میثاق لیا وعدہ لیا عہد لیا تو وہاں بھی اپنی بندگی کے ساتھ پہلے ماں باپ کا ذکر کیا:

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (سورۃ البقرۃ:۸۳) سورۂ بقرہ کے دسویں رکوع میں فرمایا: کہ ہم نے بنی اسرائیل سے میثاق لیا۔ میثاق کہتے ہیں

پختہ عہد کو، ایسا عہد جس میں قسم ہو یعنی حلفیہ وعدہ لیا ان سے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا دوسرا یہ کہ ماں باپ کے ساتھ نیکیاں کرنا، الغرض اپنی توحید کے ساتھ اور شرک کی تردید کے ساتھ ماں باپ کی خدمت کا حکم دیا۔ حتی کہ اگر ماں باپ خلافِ شرع حکم دیں شرک پر مجبور کریں گناہ کے لئے مجبور کریں تو اس وقت بھی سمجھایا کہ ان کی اطاعت اس بری بات میں نہ کرو لیکن یہ نہ ہو کہ تم ان کی خدمت میں کمی کردو، ان کے ساتھ بھلائی نہ کرو۔ فرمایا دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ نیک سلوک نہ چھوڑو فرمایا:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (سورۃ لقمان:۱۵) دین کی باتوں میں کفر و شرک اور خلافِ شرع احکامات میں ان کا کہنا نہ مانو لیکن دنیاوی معاملات میں تم ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرتے رہو۔ اب آپ سوچئے کیا اس حق کو ہم استعمال کرتے ہیں یقیناً جواب نہیں میں ملے گا جب جواب نفی میں ملے گا تو اب بتاؤ اس

نافرمانی اور اس حق کو پامال کرنے سے تم اپنی اولاد کو کیسے فرمانبردار پاؤ گے یہ تو بدلے کا بدلہ ہے پھر جیسا اولاد دیکھتی ہے ویسا ہی کریگی۔

پھر حقوق العباد ادا نہ کرنے پر فساد پھیلتا ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ امن وسلامتی اور اتفاق واتحاد میں اس چیز کا بہت بڑا دخل ہے کہ ہم حقوق العباد کا خیال رکھیں ویسے احادیث تو بہت ہیں۔آپ ہمیشہ علماء سے سنتے رہتے ہیں کہ ماں باپ کی رضا میں اللہ کی رضا ہے ماں باپ کا ناراض ہونا اللہ کا ناراض ہونا ہے۔ اس لئے انسان کو ہر حال میں ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔

میاں بیوی کے حقوق

اس کے بعد میاں بیوی کے حقوق ہیں،ہماری حالت یہ ہے کہ ہم ان حقوق میں بالکل پیچھے ہیں جہاں اسلام نے عورتوں پر مردوں کے حقوق رکھے ہیں وہاں مردوں کے بھی عورتوں پر حقوق

ہیں:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرہ:۲۲۸) فرمایا ہم نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی کیونکہ ان کی قوت ان کی مثال ان کی طبیعت ان کی ساخت وہ چاہتی ہے کہ وہ بالا ہو، وہ صنف اس قسم کی ہے۔ عورت جس قسم کی صنف ہے وہ حاکم ہونے کی اہل نہیں ۔ یہ بات اور ہے لیکن حقوق دونوں کے ہم نے رکھے ہیں نہ عورتوں کو نافرمانی کی اجازت ہے نہ مردوں کو زیادتی کی اجازت ہے سمجھایا صاف لفظوں میں:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲۳۶)۔

اگر تم نے کسی مجبوری کی بناء پر جس عورت کے ساتھ تمہارا

نکاح ہوا ہے تمہاری ان کے ساتھ خلوت صحیحہ نہیں ہوئی حقوق زوجیت ادا نہیں ہوئے تم نے مہر بھی مقرر نہیں کیا اس سے پہلے تم نے اس کو چھوڑ دیا پھر بھی جو کچھ تم سے ہو سکے اپنے حال کے موافق یعنی امیر اپنی حیثیت کے موافق اور غریب اپنی بساط کے موافق کچھ نہ کچھ اسے دے دیا کرو۔ فرمایا:

﴿حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ جو نیکوکار ہیں بھلائی پر چلنے والے ہیں ان پر اللہ نے یہ حق رکھا ہے یہ بھی حقوق العباد میں داخل ہے لیکن یہاں کیا حال ہے، قطعاً مہر ہی نہیں دیتے۔ شادی ہو جاتی ہے، بچے ہو جاتے ہیں، لکھواتے ہیں تین یا چار لاکھ، دیتے نہیں، یہ عورتوں کے ساتھ اس کے رشتے داروں کے ساتھ دھوکہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی دھوکہ ہے، اس کے دین میں دھوکہ ہو رہا ہے ورنہ یہ عورت کا حق ہے اسی طرح عورت پر بھی اللہ تعالیٰ نے حق رکھا ہے اور عورت کیلئے حکم فرمایا رکھنا ہے تو احسان سے رکھو چھوڑنا ہے تو

بھلائی سے چھوڑ و فرمایا: ﴿وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا﴾ (سورۃ البقرہ:۲۳۱) ظلم کے ساتھ روک کر نہ رکھنا اس کی تم کو اجازت نہیں ہے۔

﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (سورۃ البقرہ:۲۳۱) اور اگر ایسا کرو گے تو تم اپنی جانوں پر ظلم کرو گے اپنے اوپر ظلم کرو گے عورتوں کو بھی سمجھایا کہ تم پر بھی حق ہے:

﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (سورۃ النسا:٣٤) ان کی شان یہ ہے کہ وہ صالح بن کر رہیں اور اللہ اور خاوند کے حکم کے لئے ہر وقت تیار رہیں اور غائبانہ اس کے بستر کی حفاظت کریں یہ ان پر حقوق ہیں جو اللہ نے عورتوں پر رکھے ہیں۔ جب عورتوں نے یہ حقوق جو اُن پر تھے ادا کر دیئے تو دین و دنیا میں ان کی کامیابی ہے نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (أَيُّمَا امْرَأَةٍ صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا فَلْتَدْخُلْ

مِنْ أَيِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ) (مسند احمد) **جو عورت تین** کام کرتی ہے: پانچ وقت کی نماز رمضان کے روزے اور اپنے خاوند کی تابعدار رہتی ہے، اس کو خوش رکھتی ہے تو قیامت کے دن اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے رہیں گے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے گی تو معلوم ہوا کہ دونوں کے حقوق ہیں۔

رشتہ داروں کے حقوق

اب آیئے اس کے بعد برادری کے حقوق ایک دوسرے کے حقوق، مسلمانوں کے آپس کے حقوق کے بارے میں اسلام نے دو طرح سمجھایا ہے۔ بعض بڑے ہیں بعض چھوٹے ہیں مثال کے طور پر چچا تایا، پھوپھا، بھتیجا اور بھانجا ہے۔ باپ اور بیٹا ماں بیٹی استاد شاگرد، حاکم اور رعیت یعنی ہر لحاظ سے ہم میں بڑائی بھی ہے

چھوٹائی بھی ہے۔عمر کے لحاظ سے،علم کے لحاظ سے،شان وشوکت کے لحاظ سے ہر لحاظ سے اللہ تعالی نے بڑائی بھی دی ہے اور چھوٹائی بھی۔لیکن اللہ نے دونوں کو سمجھایا ہے۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: کہ بڑے کو چاہئے کہ اپنے چھوٹے پر رحم کرے اس کے لئے مہربان رہے۔ماں باپ اولاد کیلئے،استاد شاگردوں کے لئے،حاکم رعیت کے لئے،ایک جملہ میں سب کو سمجھا دیا (لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا) (مشکوۃ:۴۲۳) فرمایا: ہماری جماعت کا ایک نظام ہے ایک طریقہ ہے،ہماری جماعت کی ایک سنت ہے۔ہم میں بڑے بھی ہیں اور چھوٹے بھی،ہم بڑوں کی عزت کرتے ہیں چھوٹوں پر رحم کرتے ہیں جو اس طریقے کے مطابق نہیں چلتا وہ ہماری جماعت سے نہیں۔جو ہمارے نظام کے مطابق نہیں چلتا وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

اعضاء کے حقوق

اس کے بعد آئیں حقوق کی شکل کی طرف، سب سے پہلا حق ہے زبان پر، زبان کی پابندی کا ہم پر حق ہے کہ لوگوں سے بہتر اور میٹھی زبان سے بات کریں۔ ان سے اچھی گفتگو کریں ایسی بات یا گفتگو نہ کریں جس سے وہ متنفر ہوں۔ ایسی زبان نہ استعمال کریں کہ خواہ مخواہ لوگ غصے ہوں۔

﴿وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا﴾ (سورة بني اسرائيل: ٥٣) سورۂ بنی اسرائیل کے چھٹے رکوع میں فرمایا اے محمد ﷺ میرے بندوں کو سمجھا دو کہ منہ سے وہ بات نکالیں جو اچھی ہوں، بری بات زبان سے نہ نکالیں، یعنی بدفالی، بدگوئی، تہمت، بے جا الزام اور لعنت یہ ساری باتیں بری ہیں ان کو چاہئے کہ اچھی بات کریں

کیونکہ شیطان موقع کی تاک میں ہے وہ دیکھ رہا ہے کہ ایسی بات منہ سے نکالیں اور میں جھگڑا کرادوں آپس میں لڑادوں انتشار پیدا کرادوں۔ کئی بار دیکھا ہے، کئی جھگڑے ہوئے قتل ہوئے مقدمے ہوئے جب اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ فلاں نے فلاں کو گالی دی تھی۔ ہزاروں واقعات ایسے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے یہ حق ہے تم پر کہ کسی کے ساتھ برے الفاظ میں گفتگو نہ کرو۔

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (سورۃ البقرہ:۸۳) لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرو۔ کیونکہ اس طرح فتنے سے بچو گے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ) ایک روایت میں ہے (مَنْ يَسُبُّ وَالِدَيْهِ) جو اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: حضرت یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کون ایسا بد بخت ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے گا لعنت کرے گا۔ کیا ہمارے یہاں ایسے لوگ نہیں ہیں جو ماں باپ کو

قتل کرر ہے ہیں؟ گالیاں دیتے ہیں ہر قسم کا برا سلوک کرر ہے ہیں کوئی احترام نہیں، کوئی عزت نہیں وہ تو رسول ﷺ کی جماعت تھی۔ دنیا کے لئے مثالی جماعت تھی جن کا ایمان مثالی ایمان تھا۔

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۳۷) ان کے ایمان کو اللہ تعالی ہدایت والا ایمان کہتا ہے تو ان کے سامنے بڑے تعجب کی بات تھی کہ کوئی مسلمان اپنے ماں باپ کو گالیاں بھی دے سکتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: بات یہ ہے (يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ أَبَاهُ وَيَلْعَنُ أُمَّهُ فَيَلْعَنُ أُمَّهُ) جو کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے گا یا اس کو لعنت کرے گا وہ اس کے ماں یا باپ کو لعنت کرے گا تو یہ سبب کون بنا؟ کس نے گالیاں دلوائیں؟ جس نے پہلے گالیاں دیں، تو اس لئے یہ حقوق میں داخل ہے کہ اپنی زبان کا غلط استعمال نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی دیکھئے کبھی آپ ﷺ کی زبان سے کوئی برا لفظ نہیں نکلا۔ اور فرمایا مومن

بدزبان اور بدگونہیں ہوتا۔ اسی طرح قرآن نے ساری باتوں سے روکا ہے کہ ایسی بات زبان سے نہ نکالو جس سے کسی کی تذلیل وتحقیر ہو، بے عزتی ہوتی ہو اس کی عزت پر حرف آتا ہو۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ﴾ (سورۃ الحجرات:۱۱) اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو کوئی قوم دوسرے قوم سے مذاق نہ کرے اس کو حقیر نہ جانے ایسی گفتگو نہ کرے جس سے اس کی تذلیل ہو اور نہ عورتیں عورتوں کے ساتھ اس قسم کی گفتگو کریں کیا خبر تم جن کو حقیر سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اعلی ہوں لہذا کوئی آدمی کسی آدمی سے اور کوئی قوم کسی قوم سے ایسی گفتگو نہ کرے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایک قوم کو حقیر جاننے کے سبب ہم میں قومیت آ گئی ہے۔

عصبیت کی خرابیاں

آج ملک صوبائیت کا شکار ہے، یہ قومیت کی بیماری، عصبیت کی بیماری ہمارے اندر کیوں در آئی؟ یہ صرف حقوق نہ ادا کرنے کے سبب۔ ہم بڑی قوم کے ہیں، وہ نیچ قوم کے ہیں، اگر ان کا حق پامال کر دیا تو کوئی بات نہیں، یہ حقیقت میں یہودیوں کا طریقہ تھا، کہ جب ان کا کوئی بڑا آدمی، بڑے باپ کا بیٹا، یا قوم کا بڑا کوئی جرم کرتا تو اس کو سزا نہیں دی جاتی اور اگر غریب آدمی کوئی جرم کرتا تو مقدمہ قائم ہو جاتا۔ یہ یہودیوں کا طریقہ تھا جس نے فتنہ برپا کر رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خاندان کا بھی آدمی جرم کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ عصبیت اور قومیت کو اسلام نے ختم کر دیا فرمایا: (لَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى الْعَصَبِيَّةِ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى الْعَصَبِيَّةِ) (ابوداؤد:۲۱۸، بحوالہ مشکوۃ) جو عصبیت کے

خیال پر مرگیا وہ ہماری جماعت سے نہیں۔ ہمارا ایک نظام ہے اس میں نہ تو قومیت ہے اور نہ عصبیت ہے کیونکہ عصبیت اور قومیت سے کئی حقوق پامال ہوتے ہیں، جس قوم کو کمزور سمجھتے ہیں اس کے حقوق کا کوئی خیال نہیں کرتے اور جس قوم کو بڑا سمجھتے ہیں اس کے حقوق کا خیال کرتے ہیں، اور اگر عمر میں بڑا ہو، تقوی میں زیادہ ہو لیکن چھوٹی قوم کا ہو تو اس کی عزت نہیں کرتے، اس کے حقوق کا خیال نہیں کرتے، اس کا احترام نہیں کرتے۔ اس پر کوئی رحم نہیں کرتے، شفقت نہیں کرتے، لیکن اگر بڑی قوم کا ہے عمر میں بڑا ہے تو بڑا احترام کرتے ہیں۔ اگر چھوٹا ہے تو بہت محبت و شفقت کرتے ہیں تو یہ سب کیا ہے؟ یہ حقوق پر ڈاکہ کس چیز نے ڈالا؟ یہی قومیت اور عصبیت ہے۔ اسلام نے فرمایا: کہ قومیت اور عصبیت ہمارے اندر نہیں۔ اسلام نے فرمایا تم سب بھائی ہو۔ ایک جوڑے کی اولاد ہو لہذا تم ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھو۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سورة الحجرات: ١٣) **فرمایا: اے لوگو! تمہارے اندر عصبیت کی کوئی گنجائش نہیں قومیت کی کوئی گنجائش نہیں تم کو ہم نے ایک جوڑے سے ایک ماں باپ سے پیدا کیا:**

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَّنِسَاءً﴾ (النساء: ١) **ایک جوڑے سے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے۔**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ) **تم فخر کیا کرتے ہو سارے ایک آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے بنایا۔ تم سارے مٹی کی پیداوار ہو تو فرمایا: اے لوگو! تم کو ہم نے ایک جوڑے سے پیدا کیا ہے۔ لیکن اس لئے نہیں بنایا** (لِيَتَفَاضَلُوا لِيَتَفَاخَرُوا) **تم ایک دوسرے سے اپنے آپ کو افضل سمجھو ایک**

دوسرے پر فخر کرو نہیں (لِيَتَعَارَفُوْا) بلکہ ایک دوسرے کو پہچانو یہ کوئی تکریم نہیں جس کو تم بڑائی سمجھتے ہو، یہ کوئی بڑائی نہیں۔

(لَا فَضْلَ لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ وَلَا لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ) ''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر بلکہ ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معیار ہے تقویٰ پرہیز گاری کا، جو ظلم سے بچے، شرک سے بچے، بے اعتدالی سے بچے، برائی سے بچے، کسی کے حقوق پامال کرنے سے بچے، انصاف اور عدل سے کام لے، جو آدمی ان کاموں میں سب سے زیادہ ہوگا، وہ اتنا ہی زیادہ ہمارے قریب ہوگا، اتنا ہی ہمارے نزدیک عزت والا ہوگا۔ ہمارے ہاں تکریم اس لحاظ سے ہوگی۔ دنیا کے لحاظ سے ہم عزت پالیتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک عزت تقویٰ سے ہے، عزت کا معیار

پرہیزگاری ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکریم کا معیار تقویٰ ہے، تقویٰ کا معنی ہے بچنا، کس چیز سے بچنا؟ ہر اس چیز سے بچنا جس سے اسلام نے منع کیا ہے، شرک سے بدعت سے، حرام کھانے سے بچنا ایک دوسرے کے حقوق پامال کرنے سے، بچنا(إِنَّ أَرْبَى الرِّبَا... فِيْ عِرْضِ مُسْلِمٍ) فرمایا: اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا جو کسی مسلم کی عزت پر ہاتھ ڈالا جائے، کسی مسلمان کی عزت کی طرف ہاتھ بڑھایا جائے۔

(كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ) (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ:۴۲۲) مسلمان پورے کا پورا دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے، اس کا مال حرام ہے اس کی عزت حرام ہے، کسی چیز کو ہاتھ مت لگاؤ، کسی چیز کے قریب مت جاؤ، یہ حقوق العباد ہیں۔

یتامی اور مساکین کے حقوق

آیئے اب یتیموں کا مسئلہ دیکھیئے ، ورثاء یتیموں کے حقوق کھا جاتے ہیں، ورثے کھا جاتے ہیں، یتیم لڑکوں، لڑکیوں کو ان کا حق نہیں دیا جارہا، یہ حقوق العباد کھانے والے پھر خود ایسی مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ دوسروں کو نقصان دیتے ہیں۔ خود نقصان اٹھاتے ہیں خود اللہ ان کو پکڑتا ہے۔ رزق کی تنگی آتی ہے، جو دوسروں پر تنگی کرتے ہیں خود اللہ کی طرف سے ان پر تنگی آتی ہے، فرمایا: ﴿وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ كَلَّا﴾ (الفجر: ١٦) فرمایا جب ہم امتحان لیتے ہیں کسی ابتلاء میں ڈالتے ہیں اس کے رزق کو تنگ کرتے ہیں تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھ کو ذلیل کیا، فرمایا: ﴿كَلَّا﴾ ہرگز نہیں کچھ اپنا بھی محاسبہ کرو ﴿بَلْ﴾ بلکہ بات کیا ہے؟ ﴿لَا تُكْرِمُونَ﴾ تم یتیم کی تعظیم نہیں

کرتے ہو، جبکہ یتیم کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اگر کسی بچے کے ماں باپ ہوں کوئی بچے کے ساتھ ظلم کرے تو وہ ماں باپ سے کہہ سکتا ہے لیکن یتیم بے چارہ کس سے کہے اس لئے بہت بڑا حق ہے اسی لئے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (النساء: ١٠)

سورۂ نساء کے پہلے رکوع میں فرمایا: جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے وہ دراصل اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتے ہیں اور جائیں گے بھی جہنم میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کہتے ہو اللہ نے رزق تنگ کیا ہے ﴿رَبِّيْ أَهَانَنْ﴾ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے بلکہ تو اپنا حال دیکھ کیا تو یتیم کی عزت کرتا ہے، یتیم یعنی جس کی کوئی راہ نہیں بے کس انسان پر تمہیں کبھی رحم آیا۔

﴿وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ﴾ (الفجر: ١٨)

کسی مسکین کو کھلانے کے لئے تمہارے دل میں کوئی تڑپ ہے؟ کیونکہ یہ بھی اللہ تعالی نے حق رکھا ہے۔

﴿حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ. لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (المعارج:٢٤-٢٥)

صرف زکوۃ نہیں بلکہ تمہارے مال میں بھی اللہ تعالی نے حق رکھا ہے۔

سائل کے حقوق

ایک سائل جو واقعی تکلیف میں آ گیا ہے مصیبت زدہ ہے تمہارے سامنے اپنا حال بیان کرتا ہے۔ تمہارے مال میں اللہ تعالیٰ نے حق رکھا ہے اس کے لئے بھی، اور وہ ہے جو اپنے حق سے محروم کیا گیا ہے، جیسے یتیم ہے، مظلوم ہے، اور کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں، ان سب کا اللہ نے تمہارے مال میں حق رکھا ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں اللہ نے یہ حق رکھا ہے، تم یہ حق پامال کرتے ہو۔ یتیموں کی عزت

نہیں کرتے، مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے پھر کہتے ہو اللہ نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اور پھر یہاں تک نہیں ﴿وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (الفجر: ۱۹) تمہارے اندر مال کی اتنی محبت ہے کہ حرام کھانے سے بھی باز نہیں آتے بے گناہ یتیموں کا مال بھی کھا جاتے ہو ان کا ورثہ بھی کھا جاتے ہو۔ یتیموں کا مال کھانے والوں کے لئے اللہ کا عذاب ہوتا ہے اور جو دوسروں کا روزگار تنگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی معیشت تنگ کرتا ہے یہ اللہ کا نظام ہے اللہ نے یہ نظام بنایا ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق دے دو۔

(إِنَّ اللَّهَ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ) اللہ تعالیٰ نے تمام کا حق دلایا ہے کہ سب کا حق ادا کر دو۔

امانت کی ادائیگی کا حق

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾
(النساء:٥٨) ہر حقدار کو اس کا حق پہنچادو، یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بھی حق رکھا
ہے لیکن تم یہ حق نہیں مانتے تو تمہارے پاس اس کی گرفت آتی
ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اس نظام کی تابعداری نہیں کروگے تو
تمہارا روزگار بھی تنگ ہوگا۔ ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ
مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ:١٢٤) ہمارے نظام کے خلاف چلو گے تو ہم
تمہاری زندگی تنگ کردیں گے، تمہاری معیشت کو تمہارے روزگار کو
تنگ کردیں گے۔ تو بھائیو! حقوق العباد کی میں یہ مثالیں پیش
کررہا ہوں تو اس طرح پہلے اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ زبان کا غلط
استعمال مت کرو اور مسلمانوں کے مال اور خون سے بچو! یہ تم پر حرام
کیا ہے، آج ہمارے ہاں نہ تو مال محفوظ ہے نہ جان، نہ خون محفوظ

ہے، نہ عزت محفوظ ہے، یاد رکھو اگر دوسروں کی عزت تم اپنے لئے حلال سمجھو گے تو تمہارا مال اور عزت بھی دوسروں پر حلال ہوگی۔ تم چھوڑ کر چلے جاؤ گے دوسرے وارث بنیں گے۔

فرعونیوں کی مثال

فرعونیوں نے دوسرے قوموں کو ذلیل کیا ان کی عزتوں کو پامال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہلاک کیا، ایسا برباد کیا: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ﴾ (الدخان ۲۹) آسمان اور زمین میں ان کے پیچھے کوئی مرثیہ پڑھنے والا نہیں تھا اور ان کے ورثے کے مالک کون بنے۔ ﴿وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ

يَصۡنَعُ فِرۡعَوۡنُ وَقَوۡمُهٗ وَمَا كَانُوۡا يَعۡرِشُوۡنَ﴾ (الأعراف: ١٣٧) وہی مسکین، وہی غریب، وہی کمزور جن کو ہر جگہ ذلت حاصل تھی جہاں جائیں پوری زمین جو کہ اللہ کی نعمتوں سے بھری پڑی تھی اس بھری دنیا میں جہاں جاتے ذلت ملتی تھی، بنی اسرائیل اس وقت پوری دنیا میں ذلت وپستی کا شکار تھی جہاں جاتے مار کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قوم کو زمین کا وارث بنایا اور فرعون کی حیلہ، مکاری اس کی طاقت کو درہم برہم کردیا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے سب کچھ کرسکتا ہے۔ لہٰذا حقوق العباد میں اتحاد واتفاق کو بڑا دخل ہے اس کو معمولی نہ سمجھیں۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا سبب

شعیب علیہ السلام کی قوم کیوں تباہ ہوئی؟ ناپ تول میں دھوکہ کرتے تھے لوگوں کے حقوق پامال کرتے تھے۔ حالانکہ اللہ کے نبی

شعیب علیہ السلام نے انہیں سمجھایا ﴿ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ ﴾ (الأعراف: ٨٥) لوگوں کے حقوق پامال نہ کرو۔ ان کے جو حق ہیں وہ پورے ان کو دے دو۔

﴿ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (هود: ٨٦)

اگر تم میری بات مانو تو جو تمہارا اپنا حق ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے لیکن انہوں نے نہیں مانا نتیجہ کیا ہوا وہ قوم تباہ ہوگئی۔ کوئی انہیں بچا نہیں سکا۔ دولت ان کو بچا نہیں سکی۔ حالانکہ وہ شعیب علیہ السلام کو کمزور سمجھتے تھے اپنے آپ کو مضبوط سمجھتے تھے۔

﴿قَالُوْا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا﴾ (هود: ٩١) اے شعیب (علیہ السلام)! تم کمزور ہو، تم میں طاقت کیا ہے جو ہم کو ڈراتے ہو تمہارے پاس کیا قوت ہے۔

﴿ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ﴾ (هود: ٩١) چند تیرے بھائی ہیں اور کچھ ہماری قوم کے آدمی ہیں تیرے پیچھے، نہیں تو ہم تجھ کو کبھی

کا یہاں سے نکال دیتے۔لیکن وہ قوم تباہ ہوگئی۔

ہود علیہ السلام کی قوم کی مثال

ہود علیہ السلام کی قوم وہ زمین پر ناجائز قبضہ کرتے تو حقوق کا خیال نہیں کرتے تھے کیونکہ قرآن بتلاتا ہے: ﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ﴾ (ص:٢٤) فرمایا اکثر جو حصے دار ہیں آپس میں شریک ہیں چاہے زمین میں ہوں چاہے تجارت میں ہوں وہ آپس میں ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرتے ہیں ایک دوسرے کو دباتے ہیں اس کا حصہ اور شیئر چھین کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔اکثر یہی کرتے ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان دیا ہے۔وہ چند لوگ ہیں جو عمل صالح کرتے ہیں ورنہ اکثر ایسا ہی کرتے ہیں تو وہ لوگ زمین پر ناجائز قبضہ کرتے تھے حالانکہ اسلام نے منع کیا ہے

(مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ) (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ ۲۵۴)

فرمایا جو کسی کی زمین پر بغیر حق کے ایک بالشت پر قبضہ کرتا ہے تو ایسی سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ ہود علیہ السلام کی قوم یہ کام کرتی تھی ان کو اپنی طاقت پر ناز تھا۔ اپنے مرنے کا کوئی خوف نہیں تھا۔ جب ان کو ڈرایا تو کہنے لگے ﴿مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً﴾ ہم سے قوی کون ہے؟ جو ہم کو عذاب کرے گا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی گرفت آئی تو سارا معاملہ ختم ہو گیا۔

صالح علیہ السلام کی قوم کی مثال

وہ بھی پانی کے حساب سے اپنے آپ کو بے حساب سمجھتے تھے کسی دوسرے کو حصہ نہیں دیتے تھے دوسروں کے حصے کو پامال کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب کیا وہ فنا ہو گئے تو یہ ساری

چیزیں ہم میں موجود ہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق کو پامال کرنے پر ہم تلے ہوئے ہیں۔

مومن کی شان

لیکن اسلام ہم کو سمجھاتا ہے کہ تم کسی مسلمان کے مال، اس کی عزت اور جان کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ اپنی خیر مانگتے ہو تو دوسرے مسلمان بھائی کی خیر خواہی چاہو، یہ ہے مومن کی شان۔

(لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ) (متفق علیہ) یہ ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک دوسرے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ اب ذرا غور کریں۔ ہم یہ پسند کریں گے کہ کوئی ہمارا مال لوٹ لے، ہماری غیبت کرے۔ ہم پر الزام یا بہتان لگائے یا ہماری چوری کرے ہم

یہ برداشت کریں گے؟ کبھی نہیں۔ پھر دوسرے کیلئے کیسے قبول کرتے ہیں؟ مسند احمد کے اندر یہ واقعہ موجود ہے، ایک شخص نے نبی ﷺ سے یہ اجازت مانگی کہ مجھے زنا کی اجازت کی جائے، کتنا اہم سوال ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ناراض ہو گئے کہ یہ کیا سوال کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خاموش رہو۔ پھر اس سے کہا دیکھو، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری بہن زنا کرے؟ کہا: نہیں، فرمایا: تیری بیٹی؟ تیری ماں؟ تیری بیوی؟ کہا نہیں تو پھر تم جس سے زنا کرو گے وہ کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی، یا کسی کی ماں ہوگی، یا کسی کی بیوی ہوگی۔ بس اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دی ایسی توبہ کی کہ زندگی بھر کسی غیر عورت کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ تو یہ ہے اصل بات، انسان خود سوچے کہ جو چیز میں اپنے لئے حق سمجھتا ہوں دوسرے کیلئے حق کیوں نہیں ہے؟ جو میں اپنے لئے ظلم سمجھتا ہوں دوسرے کیلئے ظلم کیوں نہیں ہے؟ یہ چیزیں ہم نے بھلا دی ہیں۔ اس لئے بے اتفاقی

ہوئی ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرو، ایک دوسرے کی عزت کا خیال کرو، جبھی تم بچ سکتے ہو۔

دوسروں کا مال ناحق کھانے کی ممانعت

اللہ کے بندوں کے واقعات دیکھو، کس طرح ڈرتے تھے کیونکہ قرآن کا نظام ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرۃ:۱۸۸)

ناحق ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ اور جب ہم بغیر حق کا مال کھاتے ہیں چاہے رشوت کا ہو، چوری کا ہو جو بھی مال بغیر حق کے استعمال کرو گے تو اسلام نے ایسے تمام مالوں کو حرام کہا ہے، اسلامی نظام کے خلاف ہیں اور یہ سارے فتنے اسی سبب سے پیدا ہو رہے ہیں۔

ایمانداری کی مثال

صحیح بخاری شریف میں واقعہ ہے ایک شخص کسی شخص کے پاس آیا اور اس سے ہزار روپیہ مانگا جو بھی سکہ اس وقت رائج الوقت تھا، وہ ہزار روپیہ مانگا اس نے کہا: کیا بات ہے کس لئے روپیہ مانگ رہے ہو؟ میں روپیہ تو دے دوں گا ایک سال کے لئے لیکن تمہارا ضامن کون ہے؟ اس نے کہا:

﴿ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴾ (النساء:۱۳۲) میرا اللہ ضامن ہے اور کوئی ضامن نہیں ہے۔ اس نے ایک ہزار روپے نکال کر اس کو دے دیئے۔ وعدہ یہ تھا کہ دریا کے کنارے کنارے کشتی آئے گی میں کشتی میں کسی کے ہاتھ بھیج دوں گا کیونکہ وہاں بندرگاہ تھی۔ کشتیاں وہاں ٹھہرتی تھیں۔ اس نے اپنے شہر جا کر اپنا کام کیا پھر مدت پوری ہونے سے پہلے روپیہ جمع کیا۔ اب دیکھئے ایمان داری

کی مثال آپ حیران ہونگے کہ ایسے مسلمان کہاں گئے؟ ہم کیوں نہیں ان باتوں سے سبق حاصل کرتے؟ کیوں مال دیکھ کر بے ایمان ہو جاتے ہیں؟ اس بے چارے نے پیسے جمع کئے، پیسے اس دن جمع ہوئے جس دن پیسے پہنچنے کا وعدہ تھا اب اس نے سوچا کہ یہ بڑی بری بات ہوگئی ہے وعدہ کے دن پیسے نہ پہنچنے پر تو میں جھوٹا ہو جاؤں گا اس نے ایک لکڑی موٹی سے لی اور اس کو اندر سے کھوکھلا کیا اور اندر پیسے ڈال کر اوپر سے بند کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ تیرے نام پر لئے تھے۔ اب تو ہی پہنچا اور لکڑی دریا میں ڈال دی لیکن ذہن میں یہ خیال رہا کہ میں نے پیسے دریا میں ڈال دیئے۔ اب اس کو بھی پیسے ملے ہوں۔ جمع کر کے وہاں گیا۔ اب یہاں اس کی بات کو چھوڑتے ہیں دوسرے کو دیکھئے وہ دن گنتا رہا اور جب وہ دن آیا اور یہ ساحل پر پہنچا تو وہ آدمی نہ آیا۔ وہ بے چارہ ناامید ہوگیا۔ کیا میرے ساتھ دھوکہ ہوگیا۔ یا اللہ میں نے تو تیرے نام پر

پیسے دیئے تھے۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ ایک لکڑی پانی میں بہتی ہوئی آ رہی ہے۔ اس نے سوچا لکڑی اچھی ہے جلانے میں کام آئے گی۔ اس کو نکال لیا اور اٹھا کر لے گیا۔ گھر جا کر دیکھا تو لکڑی میں نشان نظر آیا۔ کھول کر دیکھا تو اندر پیسے پڑے ہیں اور رقعہ اندر رکھا ہے کہ میں نہیں پہنچ سکا میں نے تمہاری امانت اللہ تعالیٰ کے سپرد کردی ہے انشاء اللہ تم تک پہنچ جائے گی اس نے پیسے لئے، خوش ہوا کہ اللہ تیرا شکر ہے۔ اب دوسرے کو دیکھئے وہ دوبارہ پیسے جمع کر کے وہاں سے چلا جب کہ اس نے پیسے بھیج دیئے۔ لیکن یہ سوچتے ہوئے کہ اگر اس کو پیسے نہ ملے ہوں تو مجھ پر تو امانت باقی ہے۔ حق ادا کرنا ہے یہ ہے حقوق العباد سے ڈرنے والوں کا نظام۔

سوچو مسلمانو! سبق حاصل کرو۔ حدیثوں کا مطالعہ کرو۔ دوسرے ناول اور جھوٹے قصے کہانیوں کو چھوڑ دو جس میں دھوکے کے لوٹ مار کے کئی طریقے ہیں اور یہ حدیث کی کتاب کا واقعہ ہے جس سے

ایمان اور اخلاص اور تقوٰی اور پرہیزگاری کا سبق ملے گا۔ وہ پیسے لے کر پہنچا دونوں کا امتحان ہے، دونوں کی ایمان داری دیکھئے۔ یہ اس کے پاس پہنچا کہ یہ تمہاری امانت۔ سوچئے اس کے پاس کیا ثبوت ہے۔ اگر وہ چاہتا تو لے سکتا تھا، کوئی دنیا کی عدالت اس کو نہیں پکڑ سکتی تھی اگر وہ چاہتا تو لے لیتا۔ کون اس کو پکڑتا۔ کیونکہ کوئی ثبوت نہیں تھا۔ کوئی گواہ نہیں تھا۔ دیکھئے جب اس نے پیسے اس کو پیش کئے اس نے جواب دیا کہ بھائی جس اللہ کو تو نے ضامن بنایا تھا اس نے مجھ کو پہنچا دیئے دونوں کی ایمانداری دیکھئے اس نے پہلے پیسے روانہ کئے لیکن مطمئن نہیں ہوا، پیسے لے کر دوبارہ آیا۔ اس کی بھی ایمانداری کہ میں نے پیسے بھیجے ہیں لیکن پتہ نہیں کہ حق ادا ہوا یا نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ دوسرے کا حق کھا رہے ہیں اس کو دیکھئے کہ کوئی گواہ نہیں کوئی ثبوت نہیں لیکن حقوق العباد کا خیال تھا اور اللہ کا ڈر تھا۔

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (الطلاق: ٤) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لئے سب کچھ آسان ہے اتنا خزانہ آ جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ یہ حرام ہے اور دوسرے کا حق ہے۔ یہ واقعہ نبی ﷺ نے کیوں سنایا؟ یہ واقعہ حکایاتِ صالحین کا نہیں ہے یہ کوئی جھوٹے قصے نہیں ہیں جو واقعہ رسول اللہ ﷺ نے سنایا ہے وہ وعظ ہے نصیحت ہے، وہ حکم ہے قانون ہے ہمیں سمجھایا کہ ایسے حقوق ادا کیا کرو۔ ایسے واقعے بخاری شریف میں آئے ہیں کہ شبہ کے باوجود وہ لوگ دوسرے کے حقوق سے ڈرتے تھے، ہم تو کھانے سے نہیں شرماتے، رشوت لیتے ہیں، شرم نہیں آتی۔ سود کھاتے ہیں، شرم نہیں آتی۔ ان کو شرم آتی تھی کہ کسی کا مال کھائیں۔

زمین خریدنے والے کی مثال

ایک واقعہ صحیح بخاری شریف میں آتا ہے۔ کسی آدمی نے کسی آدمی سے زمین کاشت کے لئے خریدی۔ اب اس میں ہل وغیرہ چلایا تو زمین سے ایسا برتن نکلا جس میں پیسے موجود تھے وہ برتن لے کر اس کے پاس گیا جس سے زمین خریدی تھی کہ میں نے تم سے زمین خریدی تھی اس میں یہ پیسے نکلے ہیں لہذا میں نے زمین لی تھی یہ تمہارے ہیں میرے نہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے، شریعت کا قانون بھی یہی ہے کہ زمین خریدنے کے بعد وہ مالک ہو گیا اب جو چیز نکلے وہ اس کی ہے لیکن اس کا تقوٰی دیکھئے، وہ کہتا ہے زمین میں نے تم سے خریدی تھی اس میں سے یہ پیسے نکلے ہیں یہ تم لے لو یہ تمہارے ہوں گے اس کا تقوٰی دیکھئے وہ کہتا ہے میرے ہوتے تو مجھ کو پہلے ملتے وہ کہتا ہے نہیں، میرے نہیں ہیں، دونوں جھگڑ رہے

ہیں نہ وہ لے رہا ہے نہ وہ لے رہا ہے کس لئے دونوں ڈر رہے ہیں کہ کسی کی حق تلفی نہ ہوجائے کسی کا حق پامال نہ ہوجائے ہم تو کھانے سے بھی نہیں ڈرتے جو بھی آئے جیسے بھی آئے، بس آئے حقوق العباد کا مسئلہ پوچھتے ہو میں تم کو کیا بتاؤں؟ یہ واقعہ بھی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بتایا ہے یہ کوئی حکایت نہیں ہے بخاری شریف کی حدیث ہے، دونوں اڑے ہوئے ہیں آخر اس بات پر متفق ہوئے کہ کسی نیک، صالح انسان سے فیصلہ کروائیں چنانچہ ایک نیک شخص کے پاس گئے اس نے دونوں کی باتیں سنیں دونوں کو سمجھایا لیکن دیکھا کہ دونوں لینے پر راضی نہیں ہیں اگر آج کل کا مولوی ہوتا تو کہتا کہ اچھا بابا ہماری مسجد میں دے جاؤ ہمارے لنگر میں دے جاؤ، اللہ اکبر، ایسے نیک اور صالح مولوی کہاں سے لائیں، اس نے کہا: بھائیو یہ تو بتاؤ تمہاری اولاد ہے ایک نے کہا میرا بیٹا ہے دوسرے نے کہا میری بیٹی ہے اس نے کہا ایسا کرو دونوں کی شادی کردو اور یہ

مال ان کو دے دو وہ دونوں خوش ہو گئے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے۔

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى﴾ (النازعات: ٤١-٤٢) جنت کس کی جگہ ہے جس کو اللہ کا خوف ناجائز خواہش سے روکے۔ ظلم وعداوت سے، حرام کھانے سے روکے، برائیوں سے، بے حیائی سے روکے، ان کے لئے جنت ہے، جس کو اللہ تعالی کا خوف، حرام کھانے سے نہیں روکتا، ورثے اور ترکے کھانے سے نہیں روکتا۔ حقوق العباد پامال کرنے سے نہیں روکتا۔ وہ جنت کا دعویدار بنتا ہے؟! حقوق العباد میں کہاں تک بیان کروں۔ یہ مضمون بڑا طویل ہے میں مختصر کرتا جا رہا ہوں۔ حقوق العباد میں عدل وانصاف بھی داخل ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا ہو انصاف کی بات کہو:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ

لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوُوْا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا﴾ (النساء: ۱۳۵)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تم تو اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو تم جو گواہی دیتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیتے ہو۔ (مسلمان کی گواہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اب چاہے سچ بولے یا جھوٹ) فرمایا: اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو لہذا سچ بات کہو، انصاف کی بات کہو، حق بات کہو، اگرچہ تمہارے ماں باپ ہوں ﴿وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ﴾ اپنے اوپر بولنا پڑے اپنے اوپر حق ثابت ہو جائے تو دینے میں انکار مت کرو۔ اپنے آپ سے غلطی ہو تو قبول کرنے میں دیر نہ کرو۔ اس کے برعکس ہم تو کہتے ہیں مستند ہے ہمارا کہا ہوا، فرمایا: نہیں، حق بات کہو، تم پر ہے تو فوراً تسلیم کرلو۔ چاہے ماں باپ کے حق میں کہنا پڑے چاہے برادری کے خلاف کہنا پڑے حق بات کہو۔

اگر کوئی غریب ہے، حق پر ہے اس کا ساتھ دو، حق کو پامال مت کرو، ہر حالت میں حق بات کہو:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المائدة:٨) میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ عصبیت اور قومیت حقوق العباد میں حائل ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے اگر کسی قوم سے دشمنی ہے، مخالفت ہے تو دشمنی اور مخالفت میں آ کر تم ناانصافی مت کرو۔ دشمنی اپنی جگہ پر لیکن بات حق کہو:

﴿اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ﴾ (النساء:٥٨) اللہ تعالیٰ تم کو بہترین نصیحت فرماتا ہے، تمہاری بھلائی چاہتا ہے کہ جب فیصلہ کرو انصاف سے کرو، کسی کے حق کو پامال مت کرو، یہ رسول اللہ ﷺ کی حکومت تھی جو ہمارے لئے مثالی حکومت چھوڑ گئے کسی کا حق پامال نہیں ہونے دیا حالانکہ آپ

ﷺ کی طبیعت کیسی تھی۔ شمائل ترمذی میں روایت ہے:

(مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ مَحَارِمُ اللّٰهِ) اپنے لئے آپ ﷺ نے کبھی انتقام نہیں لیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون اور فیصلے میں حق چکانے میں کبھی کوئی رعایت نہیں کی، یہ ہے حق بات انصاف کا فیصلہ جو اسلام نے سکھایا ہے یہ قومیت اس میں حائل ہوتی ہے یہ ہمارا بھائی ہے اس کی طرف داری کر کے فیصلہ اس کے حق میں دلا دیا میرا مرید ہے۔ میرا خادم ہے فیصلہ اس کے حق میں دے دیا، یا دلا دیا جب قریش کے معزز قبیلے کی عورت کی چوری کی سفارش آپ ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا، اسلام میں قومیت، صوبائیت کچھ نہیں ہے بلکہ سب کو ان کا حق ملنا چاہئے۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے۔

امن کا راستہ

یہاں کیوں امن نہیں ہے؟ حدود اللہ نافذ نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم، حدود اللہ یہاں نافذ کردو ایک سال کے اندر پورا پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی حدود نافذ کرنے سے خلفشار بھی ختم ہو جائے گا اور امن بھی قائم ہو جائے گا، امن کا صرف ایک ہی راستہ ہے، وہ حدود اللہ کا نفاذ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کہ اگر کسی جگہ یعنی زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک حد نافذ ہو جائے، ایک شرعی سزا دی جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن مسلسل بارش برسے۔ ایک آدمی سے شرعی قصاص لے لو۔ پھر دیکھو کہ ملک میں قتل ہو۔ فرمایا:

﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۷۹) عقل والو سمجھ لو ہم نے خواہ مخواہ مارنے کا حکم نہیں

دیا۔ اس قصاص میں تمہاری زندگی بچتی ہے۔ ایک چور کا ہاتھ کاٹ دو پھر دیکھو چوری ہو۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ سب سے پہلے ملتان کی عدالت نے فیصلہ دیا تھا چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مہینوں تک چوروں پر ہیبت طاری تھی کہ اب مر گئے۔ لیکن جب دیکھا کہ اپیل ہوئی اور بچ گئے انہوں نے سوچا یہ بھی پہلے جیسا معاملہ ہے۔ سارا خوف ختم ہو گیا۔ تو میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہم کو بہتر نصیحت کرتا ہے کہ انصاف اور عدل سے فیصلہ کرو، ناانصافی مت کرو۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل وانصاف کا حکم دیتا ہے اللہ کا خود نام ہے العدل: یعنی انصاف کرنے والا، خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا عِبَادِيْ إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا﴾ (مشکوٰۃ: ۲۰۵) صحیح مسلم کی حدیث قوی ہے، فرمایا: اے میرے بندو! میں اپنے اوپر ظلم

کوحرام کر چکا ہوں تو تم پر یہ کیسے جائز ہے کہ تم ایک دوسرے پر ظلم کرو۔ نہیں تم ایک دوسرے کے بھائی ہوایک دوسرے کے حقوق کو پہچانو، فرمایا: (لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا) ایک روایت میں ہے: (وَلَا تَنَافَسُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا) نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ ایک دوسرے کی حرص کرو۔ تم سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہو آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو تو بھائی بن کر رہنے کا طریقہ یہی ہے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھا جائے کسی پر ظلم نہ ہو۔

انصاف، جانور اور ملاوٹ

انصاف وہ چیز ہے جو جانور بھی پسند کرتے ہیں۔ انصاف فطری چیز ہے۔ مسند احمد کے اندر واقعہ موجود ہے سند بھی صحیح ہے ایک آدمی کوئی پینے کی چیز بنا کر بیچتا تھا ایک دفعہ اس نے اس میں

پانی ملایا، کیا آج ہم ملاوٹ نہیں کرتے؟ ہم نے تو دین میں بھی ملاوٹ کردی ہے اب ہماری دنیا خالص کہاں رہے گی؟ دین تو تھا قرآن وحدیث، اس میں اب ہم نے کیا کیا ملادیا۔ اقوال، رائے، قیاس، فلاں نے فرمایا، حضرت نے فرمایا، نتیجہ یہ ہوا کہ دین خالص نہیں رہا جب دین ہی خالص نہیں رہا تو دنیا کہاں خالص رہے گی۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا واقعہ ہے میں مسند احمد کا واقعہ بعد میں سناؤنگا۔ امیر کو شکایت پہنچی کہ دودھ میں پانی ملاتے ہیں امیر نے حکم صادر کردیا کہ خبردار دودھ میں پانی نہ ڈالا کرو دودھ خالص بیچا کرو یہ آپ نے سنا ہوگا کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ رات کوگشت کرتے تھے۔ چکر لگایا کرتے تھے رعایا کا حال معلوم کرنے کے لئے ایک غریب کا گھر تھا وہاں سے گزرے، فجر کا وقت ہونے والا تھا کہ گھر سے آواز آئی کہ لیلی جلدی کرو صبح ہونے والی ہے دودھ میں پانی ملادو، لڑکی نے کہا: کیا امیر المومنین کا حکم نہیں سنا؟ امیر رضی اللہ عنہ نے پانی

ملانے سے منع کر دیا ہے، ماں نے کہا کہ امیر کو کیا پتہ لگے گا؟ امیر کون سا دیکھ رہا ہے، تم جلدی سے پانی ملا دو لڑکی نے کہا ٹھیک ہے امیر تو نہیں دیکھ رہے لیکن اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔ یہ تھا اللہ تعالی کا ڈر، یہ ہے تقوی، یہ ہے حقوق العباد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ صبح ان کو اپنے گھر بلایا اور اس لڑکی کا رشتہ مانگا اور اپنے بیٹے عاصم کے ساتھ اس کی شادی کر دی یہی لڑکی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نانی تھیں تو انصاف اور عدل ایک فطری چیز ہے میں کہتا ہوں وہ لوگ کہاں گئے؟ جن کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا وہ ایسے کام کرتے ہیں؟ اب سنو مسند احمد کا واقعہ:

اس آدمی نے اس پینے کی چیز میں پانی ملا دیا یعنی ملاوٹ کی۔ اس کے ساتھ ایک بندر بھی رہتا تھا۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں جب اس پینے کی چیز کو بیچا تو پیسے دگنے بن گئے۔ مثلاً سو کے دو سو بن گئے اس کے بعد وہ کشتی میں بیٹھ گیا۔ جب کشتی چل

پڑی تو بندر نے وہ رومال جس میں پیسے باندھے تھے دگنے پیسے وہ اپنے مالک سے چھین کر بادبان پر چڑھ گیا اور اس کو کھول کر ایک روپیہ کشتی میں ڈالنے لگا اور ایک پانی میں پھینکنے لگا (مسند احمد) یہ کیوں کیا؟ کیونکہ اس نے بے ایمانی کی تھی مقصد یہ ہے کہ انصاف فطری چیز ہے۔

اسلام انصاف واتحاد کا داعی ہے

اسلام سے پہلے یہ چیزیں ہوتی تھیں ایک دوسرے سے لڑتے تھے ایک دوسرے کا مال کھاتے تھے ایک دوسرے کے ساتھ بے ایمانی کرتے تھے ایک دوسرے کا حق مارتے تھے اسلام نے ان تمام چیزوں کو ختم کردیا ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۰۳) اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو۔

﴿إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً﴾ (آل عمران: ۱۰۳) تم ایک دوسرے کے

دشمن تھے ایک دوسرے کے خلاف تھے مخالف تھے ﴿فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ﴾ (آل عمران:١٠٣) اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت کو ڈال دیا۔ یہ الفت کیسے ہوئی فرمایا:

﴿لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الأنفال:٦٣) اے نبی (ﷺ) اگر آپ پوری زمین کے خزانے خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہیں کر سکتے تھے، ان بگڑے ہوئے دلوں کو ملایا ایسا نظام بھیجا کہ ان کے دل ایک دوسرے سے مل گئے نہ کوئی کسی کو نقصان پہنچاتا نہ کسی کی عزت لوٹتا بلکہ غائبانہ دوسروں کی عزتوں کی حفاظت کرنے لگے غائبانہ ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے۔

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

رسول اللہ ﷺ نے چھ حقوق بتائے ہیں: (لِلْمُسْلِمِ

عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ) مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں (يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ) جب ملاقات کرے تو سلام کرے (يُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ) دعوت دے تو اس کو قبول کرے (يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ) بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے (يَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ) جب مر جائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو (يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطِسَ) جب چھینک کسی مسلمان کو آئے تو (اس کے الحمد للہ کہنے پر) یرحمک اللہ کہے۔ (وَيَنْصَحُهُ إِذَا غَابَ) غائبانہ اس کی خیر خواہی کرے۔ غیر حاضری میں اس کے مال، اس کی عزت کی حفاظت کرے۔ یہ تھا مسلمانوں کا نظام مسلمان جنگ میں جاتے تھے تو جو پیچھے رہ جاتے تھے وہ ان کے مال، بیوی بچوں کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرتے تھے اسی وجہ سے وہ کامیاب ہوئے۔

مسلمانوں کی کامیابی کے راز عیسائی افسر کی زبانی

عبد اللہ بن زیاد عرضی تبع تابعی ہیں۔ انہوں نے کتاب لکھی ہے فتوح الشام، اس میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ اسے ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ مسلمان ہرقل کی حکومت پر لشکر کشی میں کامیاب ہوئے۔ ان کو شکست ہوئی تو بادشاہ نے فوجی افسروں کو بلایا اور ان سے پوچھا کیا وجہ ہے تم کیوں شکست کھاتے ہو؟ پہلا سوال ان سے جو کیا وہ یہ تھا کہ یہ مسلمان تمہاری طرح انسان ہیں یا کوئی اور چیز ہیں؟ اگر مافوق البشر ہیں تو اور بات ہے کہا: ہیں تو ہماری طرح انسان، دوسرا سوال: جب بھی مقابلہ ہوتا ہے تم اکثریت میں ہوتے ہو وہ اقلیت میں یعنی تعداد میں تم زیادہ اور وہ تھوڑے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ تم تھوڑے ہو اور وہ زیادہ ہوں؟ جواب تھا: نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تعداد میں بھی تھوڑے ہوتے

ہوئے تم کو شکست ہوتی ہے اور وہ فتحیاب ہوتے ہیں؟ جتنے جرنیل تھے سب نے تاویلیں کیں۔ ایک بوڑھا اٹھا اس نے کہا بادشاہ مجھ کو اجازت دی جائے۔ کہا: بولو، اس نے کہا: بادشاہ یہ وہ قوم ہے جو جھوٹ نہیں بولتی کبھی ایک دوسرے کو گالیاں نہیں دیتی یہ حرام سے بچتے ہیں یہ برائی نہیں کرتے ایک چلا جاتا ہے دوسرا اس کے پیچھے اس کی بیوی، بچوں پر جان دیتا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ پچھلی رات کو ان کی آنکھو سے نیند اڑ جاتی ہے پچھلی رات کو ان کی پیشانی زمین پر ہوتی ہے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہم بڑے گناہ گار ہیں ہم کو معاف کر دے اور وہ شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے، زنا کے قریب بھی نہیں جاتے، اور سجدے کی حالت میں ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے ہیں۔ اور ہم شراب بھی پیتے ہیں، زنا بھی کرتے ہیں، ایک دوسرے کو لوٹتے ہیں، یہ ہٹے مجھے کرسی ملے ہم ایک دوسرے کو ذلیل کرتے ہیں پھر کیوں نہ وہ ہم

پر کامیاب ہوں؟ بادشاہ نے کہا: تم سب نے بہانے کیئے تھے۔اس قوم کی کامیابی کی وجہ اس بوڑھے نے بیان کی ہے۔یہی قوم کامیاب ہوگی۔

اصل مسلمان کی پہچان

تو بھائیو! اصلی مسلمان وہ تھے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرتے تھے اس لئے کامیاب تھے آج ہمارے اندر کیا ہے۔ ہر گلی میں ایک خدا بنا رکھا ہے شرک عام ہے، رسول اللہ ﷺ کے حقوق کی کوئی پرواہ نہیں اس کے علاوہ اپنے اپنے پیشوا امام رہنما بنا رکھے ہیں۔ نئے نئے دین، نئی نئی راہیں بنالیں، حقوق العباد کی بھی پرواہ نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا حق اور رسول اللہ ﷺ کا حق نہیں رہا تو پھر اب کس کی پرواہ ہوسکتی ہے کس کا ڈر رہا؟ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا قانون تھا جس نے ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنادیا ﴿فَأَصْبَحْتُمْ

بِنِعۡمَتِهِۦٓ إِخۡوَٰنٗا﴾(آل عمران:۱۰۳)

حقوق العباد کو پامال کرنے والوں کی سزا

اس اختلاف کی بناء پر اور برائیوں کی بناء پر وہ کس مقام پر پہنچے تھے۔﴿وَكُنتُمۡ عَلَىٰ شَفَا حُفۡرَةٖ مِّنَ ٱلنَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَا﴾ (آل عمران:۱۰۳) دوسروں کے حقوق کو پامال کیا اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کیا۔ نبیوں کے حقوق کو پامال کیا۔ یتیموں کے مال پر قبضہ، زمین پر ناجائز قبضہ، پانی پر طرح طرح کے ظلم اور ناانصافیاں کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچ گئے۔

جہنم سے کون نجات دیتا ہے؟

اب گرنے کی دیر تھی لیکن وہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکال لیا ﴿فَأَنقَذَكُم مِّنۡهَا﴾ (آل عمران:۱۰۳) ایسا قانون بھیجا کہ امن

قائم ہوگیا۔ اس دین نے امن قائم کیا۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق بخشے کہ ہم حقوق اللہ ادا کریں۔ نبی کریم ﷺ کا حق ادا کریں۔ اللہ تعالی ہم کو بڑوں کا ادب نصیب کرے اور چھوٹوں پر رحم کرے۔ ایک دوسرے کی عزت کریں ایک دوسرے کے خون کا خیال کریں۔ غائبانہ ایک دوسرے کے مال اور عزت کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ جو غائبانہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کرے گا تو نتیجہ اس کا اچھا ہوگا۔ جو خیر خواہی کرتا ہے وہ اچھا پھل پاتا ہے، جو دشمنی کرتا ہے وہ برا پھل پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہم کو دشمنی سے بچائے اور خیر خواہی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بحمد اللہ تمّ

پروف ریڈنگ: آفتاب عالم محمد انس مدنی

فہرس

1-مقدمہ	02
2-تمہید	05
3-اختلاف کے اسباب	07
4-دفاتر کی اقسام	08
5-حقیقی مفلس	10
6-فسادات کے اسباب	13
7-اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق	13
8-محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق	14
9-دین خیر خواہی کا نام ہے	18
10-والدین کے حقوق	20
11-میاں بیوی کے حقوق	23

12-رشتہ داروں کے حقوق 27

13-اعضاء کے حقوق 29

14-عصبیت کی خرابیاں 33

15-یتیموں اور مسکینوں کے حقوق 38

16-سائل کے حقوق 40

17-امانت کی ادائیگی کا حق 42

18-فرعونیوں کی مثال 43

19-شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا سبب 44

20-ہود علیہ السلام کی قوم کی مثال 46

21-صالح علیہ السلام کی قوم کی مثال 47

22-مومن کی شان 48

23-دوسروں کا مال ناحق کھانے کی ممانعت 50

24-ایمانداری کی مثال 51

25-زمین خریدنے والے کی مثال	56
26-امن کا راستہ	62
27-انصاف، جانور اور ملاوٹ	64
28-اسلام، انصاف واتحاد کا داعی ہے	67
29-مسلمان کے مسلمانوں پر حقوق	68
30-مسلمانوں کے کامیابی کا راز عیسائی افسر کی زبانی	70
31-اصل مسلمان کی پہچان	72
32-حقوق العباد کو پامال کرنے والوں کی سزا	73
33-جہنم سے کون نجات دیتا ہے	73
34-فہرس	74
34-گزارش	78

✵ گزارش ✵

پیارے اسلامی بھائیو اور بہنو! اگر آپ نے اس کتاب کو پڑھ کر استفادہ کرلیا ہے، تو پھر ہماری یہ گزارش ہے کہ آپ اسے اپنے عزیز واقارب کو ہدیہ دید یجئے تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں؛ ''کیونکہ ہدایت کی راہ دکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر اجر وثواب ملتا ہے، اور دونوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی''۔ (مسلم)، اور اگر آپ ہماری دیگر مطبوعات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اسلامک سنٹر سُلی - ریاض کے اندر خوش آمدید کہتے ہیں، جو مخرج ۱۶ پر جزیرہ ہاؤسنگ کے شرق میں شارع ہارون رشید اور ابو عبیدہ بن جراح کے سگنل پر واقع ہے۔

یا آپ ہمیں درج ذیل ایڈریس پر خط بھیج سکتے ہیں، ان شاءاللہ ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر رہیں گے۔

المملكة العربية السعودية

ص ب : ١٤١٩ الرياض: ١١٤٣١

آپ کے اسلامی بھائی

منتظمین اسلامک سنٹر سُلی - ریاض

بتاریخ: ۱۲/۲/۱۴۲۹ھ

ح مكتب الدعوة بالسلي ، ١٤٢٢هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

بديع الدين ، سيد ابو محمد

حقوق العباد .– الرياض .

٥٠ ص ؛ .. سم

ردمك : ٥- ٩ – ٩٢٨١ – ٩٩٦٠

(النص باللغة الاوردية)

١- الاسلام – مبادىء عامة ٢ – الوعظ و الارشاد أ – العنوان

ديوي ٢١١ ٢٢/٢٩٦٥

رقم الإيداع : ٢٢/٢٩٦٥

ردمك : ٥- ٩ – ٩٢٨١ – ٩٩٦٠

الطبعة
(2)

كتب الجاليات ٣١/٧

حقـوق العبـاد

تاليف

العلامة سيد بديع الدين شاه راشدي (رحمه الله)

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسلي
ص.ب ١٤١٩ الرياض ١١٤٣١ هاتف: ٢٤١٤٤٨٨ - ٢٤١٠٦١٥ تحويلة ناسوخ ٢٣٢

ردو
٠٣٠١١